ماڈیول نمبر3 سبق نمبر 17: ایک آرزو

سبق نمبر	سبق کا نام	زبان کی مہارتیں				زندگی کی مہارتیں سرگرمیاں/ عملی کام
		سننا/ بولنا	پڑھنا	لکھنا	اصناف/ قواعد/ صنائع بدائع/ اسلوب	
17	نظم: ''ایک آرزو'' (شاعر: اقبالؔ)	• نئے الفاظ اور، تراکیب کو اپنی گفتگو میں استعمال کرنا • نظم کو یاد کر کے پڑھنا	• نظم کو آہنگ اور موزونیت کے ساتھ پڑھنا	• نظم کی تفہیم کے بعد تشریح کرنا اور سوالات کے جوابات لکھنا • نظم کا مرکزی خیال	• اقبالؔ • مرکب الفاظ • تلمیح • تشبیہ	• نظم خوانی • ایسی خاموشی اور تنہائی کی اہمیت کو سمجھنا جس سے کائنات کی حقیقت اور خوبصورتی نمایاں ہو

شاعر کے بارے میں

ڈاکٹر محمد اقبال 9/ نومبر 1877 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ شاعری میں وہ داغ دہلویؔ کے شاگرد تھے۔ اقبالؔ نے لاہور کے گورنمنٹ کالج سے ایم اے کرنے کے بعد جرمنی سے ایرانی فلسفے کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور پھر ہندوستان واپس آ گئے۔ ڈاکٹر اقبال کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت برطانیہ نے انھیں ''سر'' کے خطاب سے نوازا۔ ''بانگ درا''، ''بال جبریل'' اور ''ضرب کلیم'' ان کے اردو کلام کے مجموعے ہیں۔ ''ارمغان حجاز'' میں فارسی اور اردو دونوں کلام شامل ہیں۔ 21/ اپریل 1938 کو علامہ اقبال کا انتقال ہوا۔

اقبال نے اردو شاعری کو فلسفے اور فکر سے ہم آہنگ کیا۔ اقبال کی شاعری میں حب الوطنی اور قومی یکجہتی کے ساتھ سچی انسانیت کا بڑا پیغام ہے۔ ان کی شاعری میں بڑی گہرائی ہے۔ انھوں نے اپنے کلام کے ذریعے حرکت، عمل اور جدوجہد کا پیغام دیا۔ ان کا یہ پیغام فلسفۂ خودی کی صورت میں نمایاں ہوا۔

نظم کا مفہوم/ مرکزی خیال

- شاعر، دنیا کی بھیڑ بھاڑ، شور وشغف سے بے زار ہو گیا ہے کیوں کہ دنیا کی مشغولیات اسے خدا سے یکسوئی کے ساتھ لو لگانے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
- شاعر فطرت کی حسین وادیوں میں تنہا رہنا چاہتا ہے۔
- وہ رات کے پچھلے پہر خدا کو یاد کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کی فریاد سوئے ہوئے انسانوں کو بیدار کر سکے۔

اشعار کا مفہوم

نظم کے ابتدائی چار اشعار میں شاعر نے دنیا سے بیزاری ظاہر کی ہے اور ایسی جگہ رہنے کی آرزو کی ہے جہاں خاموشی ہو، تنہائی ہو۔ شاعر کی تمنا ہے کہ پہاڑ کے دامن میں اس کا ایک چھوٹا سا جھونپڑا ہو، جہاں وہ بغیر کسی فکر اور رنج و غم کے رہ سکے۔ دنیا کی تمام مشکلات و مصائب سے پرے، پرُسکون زندگی جی سکے۔

اگلے پانچ اشعار میں شاعر نے مناظر فطرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے درختوں کی چہچہاہٹوں اور چشموں کے بہتے ہوئے پانی کا ذکر کیا ہے۔ کلیوں کے چٹکنے میں اسے کسی کے پیغام کی آواز سنائی دیتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ کلی چٹک کر کسی ساغر میں بدل گئی ہو اور یہ ساغر جمشید کا جام جہاں نما ہو، جس میں تمام دنیا کو دیکھا جا سکتا ہے۔ شاعر کی یہ خواہش ہے کہ گھر کے آرام دہ بستر کے بجائے سرسبز گھاس ہی اس کا بچھونا ہو اور وہ اپنے ہاتھ کو سرہانہ، یعنی تکیہ بنا کر فطرت کی گود میں آرام کرے۔

شاعر نے اگلے اشعار میں فطرت کی مزید منظر کشی کی ہے، پہاڑی سلسلے، ندی، ہریالی، پھول، آسمان، شام اور شفق کا ذکر کیا ہے۔ شاعر کی آرزو اس خوبصورت وادی میں رہنے کی ہے جس کو دیکھنے کے لیے پانی بھی موج بن کر اوپر اٹھ رہا ہے، یعنی دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس بیان سے اس منظر کے انتہائی خوبصورت ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جھاڑیوں کے بیچ کے جگہ جگہ پانی پر جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو وہ چمک اٹھتی ہیں۔ آسمان پر پھیلنے والی سرخی جب شام کے وقت ان مناظر پر پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے سورج شام کی دلہن کو مہندی لگا رہا ہو۔ شام میں سورج کی روشنی کو مہندی کی سرخی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ شاعر بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانا چاہتا ہے اور اندھیرے دلوں میں روشنی کی کرن پیدا کرنا چاہتا ہے۔

نظم کے آخری پانچ اشعار میں شاعر نے اپنی اصل آرزو کو بیان کیا ہے۔ شاعر چاہتا ہے کہ وہ تنہائی میں دل لگا کر خدا کی عبادت کر سکے۔ شاعر دنیا کے ہنگاموں اور شور وشغف میں یکسوئی سے خدا کو یاد نہیں کر پاتا، اس لیے اس کے نالے بے اثر ہیں۔ صبح سویرے جب کوئل اپنی سریلی آواز میں نغمہ سنائے تو شاعر بھی اس کے ساتھ خدا کی حمد وثنا بیان کرے۔ وہ مسجد و مندر کا احسان نہ لے، بلکہ اس کی جھونپڑی سے اندر آتی روشنی ہی اسے صبح کی آمد کا پتہ دے اور وہ خدا کے حضور آہ وفریاد میں مشغول ہو جائے۔

سمجھنے کی باتیں

- اقبال نے اس نظم میں انسانی زندگی کو فطرت کے عین مطابق بنانے پر زور دیا ہے۔ فطرت کے خوبصورت مناظر اور پرندوں کی آوازیں انسان کی اصلیت سے روشناس کراتی ہیں۔
- اقبال نے خوبصورت تشبیہات و استعارات استعمال کر کے نظم میں بڑی کیفیت پیدا کر دی ہے۔
- شاعر کے نزدیک دیر و حرم مذہب کی ظاہری علامتیں ہیں۔ وہ ان کو نظر انداز کر کے براہ راست خدا سے لو لگانا چاہتا ہے۔

غور کرنے کی باتیں

- نظم میں ضرورت شعری کی وجہ کو ''خاموشی'' سے ''خامشی'' استعمال کیا گیا ہے۔
- سکوت اور تقریر متضاد الفاظ ہیں۔ سکوت خاموشی کا مترادف ہے۔
- جہاں نما ایک مرکب لفظ ہے جہاں بامعنی دنیا اور نما دکھانے والا۔ جب دو بامعنی لفظ ایک جگہ آ جائیں تو اسے مرکب لفظ کہتے ہیں۔ جیسے قبلہ نما، دل فریب۔
- ''ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نما ہے'' اس مصرع میں تلمیح ہے۔ کہا جاتا ہے بادشاہ جمشید کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں وہ پوری دنیا کو دیکھ لیتا تھا۔
- پھولوں سے لدی ٹہنی کے عکس کو پانی میں دیکھ کر شاعر نے جنون کے آئینہ سے تشبیہ دی ہے۔ شام کو دلہن اور سورج کی سرخی یعنی شفق کو مہندی سے تشبیہ دی ہے۔

اپنی جانچ آپ کیجیے:

1۔ متن پر مبنی سوال

- صحیح جواب کے سامنے '' ✓ '' کا نشان لگائیے۔

اس نظم کے ذریعہ شاعر محمد اقبال نے:

(i) رونے کا پیغام دیا ہے

(ii) مایوسی کا پیغام دیا ہے

(iii) ترکِ دنیا کی تعلیم دی ہے

(iv) غافل لوگوں کو جگانا چاہا ہے

2۔ مختصر ترین جواب والا سوال

- شاعر رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر آہ وفریاد کرنے کا آرزومند کیوں ہے؟

3۔ مختصر جواب والا سوال

- شاعر دنیا کی محفلوں سے دور کیوں جانا چاہتا ہے؟

4۔ طویل جواب والا سوال

- شاعر کے خیالات اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔